علمی گرفت پروفیسر
۱۴۰۸
پروفیسر طاہر القادری
کے اقوال پر ایک نظر
از قلم: علامہ قاری مفتی
محبوب رضا خان قادری
رحمۃ اللہ علیہ
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۹

علمی گرفت پروفیسر

۱۴۰۸

از قلم

علامہ قاری مفتی محبوب رضا خان قادری بریلوی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

پیش لفظ

اس پُرفتن دور میں کہ جہاں ہر طرف سے کفر و گمراہی اور بددینی کی یلغار ہے عقائد اہلسنت وجماعت پر ہر چہار جانب سے حملے کئے جا رہے ہیں اور انکے تشخص کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہیں، لیکن یہ یہود و نصاریٰ تو کہیں کلمہ گو منافقین کی صورت میں تو پھر کہیں خود اہلسنت وجماعت کا نام استعمال کرکے اور قادریت کا لیبل لگا کر۔ جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) محدود پیمانے پر ہی مگر ایک عرصے سے اس طرح کے فتنوں کا رد کرنے میں مصروف ہے اور وقتاً فوقتاً مفت رسالے اور کتابچے شائع کرکے عقائد اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت اور گمراہ اور بددین فرقوں کے باطل نظریات سے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتی ہے۔ زیر نظر رسالہ "علمی گرفت پروفیسر طاہر القادری" (مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۹) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتابچہ دراصل ایک مسائل کے سوال کا جواب ہے جس میں پروفیسر طاہر القادری کے عقائد و نظریات کے متعلق علمائے اہلسنت کی رائے معلوم کی گئی ہے اور حضرت محبوب ملت مفتی اہلسنت طبیب، حاذق علامہ قاری محبوب رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پروفیسر طاہر القادری کے گمراہ کن اور مخالف اہلسنت وجماعت نظریات و عقائد کا رد فرما کر اہلسنت وجماعت پہ احسان فرمایا ہے اور بروقت اس سوال کا مفصل جواب عنایت فرما کر ایک جدید فتنے سے آگاہ فرمایا ہے۔

امید ہے قارئین کرام تعصب سے بالاتر ہو کر عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا مطالعہ فرمائیں گے

محمد ریحان رضا قادری

جنرل سیکریٹری

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب کے درج ذیل حوالجات کے متعلق جو عوام اہلسنت وجماعت کے درمیان باعث انتشار بن رہی ہیں۔

---

(۱) بحمد اللہ مسلمانوں کے تمام مسالک ومکاتیب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔ جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے اس لئے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی اور قرین انصاف نہیں۔

(کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۶۵)

(۲) خالق کون ومکاں نے جب سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملہ میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں۔ الخ

(کتاب مذکور ص ۸۶)

(۳) میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا

بلکہ جب بھی موقعہ ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔

(رسالہ دید و شنید لاہور ۴ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ) ماہ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ)

(۴) میں فرقہ داریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسی فرقہ کا نہیں بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں (رسالہ دید و شنید لاہور، ۴ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

(۵) نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا اسلام کے واجبات میں سے نہیں اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں (امام چاہے کوئی بھی ہو) امام جب قیام کرے، سجود کرے، قعود کرے، سلام کرے تو مقتدی بھی وہی کچھ کرے۔ یہاں یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہیں اور مقتدی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتا ہے یا ہاتھ باندھ کر (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء ملخصاً بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

(۶) میں حنفیت یا مسلک اہلسنّت وجماعت کے لئے کام نہیں کر رہا ہوں۔ (نوائے وقت میگزین ص ۱۴ – ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

کیا یہ عبارتیں مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت کے خلاف ہیں اور پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب کے متعلق کیا حکم ہے۔ بیّنوا توجروا۔

شفیع محمد قادری 3/3-J-II ناظم آباد کراچی

هو الموفق للصواب

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَاَرْسَلَ نَبِیَّنَا بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا فصلی اللّٰه تعالیٰ وسلم وبارک علیه وعلیٰ كل من هو محبوب ومرضی لدیه وعلیٰ آله وصحبه حماة السنن ومحاة الفتن صلاة تبقیٰ وتدوم بدوام الملك الحی القیوم واشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له واشهد ان سیدنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وصحبه وبارك وسلم

اللہ تعالیٰ اس دور الحاد و زندقہ و تفرق و انتشار و تفتت و افتراق ے نت نئے فتنوں سے مصئون و مامون رکھے۔ آمین!

حق یہ ہے کہ اقوال مذکورۃ فی السوال سخت شنیع و فظیع اور ان کے ا کا حکم شریعت مطہرہ میں نہایت شدید و دجیع بالخصوص پہلا قول کہ لمانوں کے تمام مسالک و مکاتیب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی دی اختلاف موجود نہیں ہے الخ :-

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے تمام مسالک و مکاتیب فکر سے دیوبندی ی، رافضی۔ خارجی، مودودی، چکڑالوی، نیچری، الیاسی اور اہلسنت وجماعت

وغیرھا ومدعیان اسلام وکلمہ گویان مسالک ومکاتیب فکر مراد ہیں۔
پروفیسر مذکور کا یہ کہنا بداہتہً جھوٹ سراسر دجل وفریب اور مسلمانوں کو
دھوکہ دینے کی ایک سعی لاحاصل ہے۔ اس لئے کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے،
کہ مسلک حقۂ اہلسنت وجماعت اور دیگر مسالک مکاتیب فکر مذکورۃ الصدر
میں عقائد کے اصولی بنیادی اختلافات موجود ہیں جو مذکورہ الصدر مسالک
ومکاتیب فکر کی کتابوں میں لکھے ہوئے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پروفیسر صاحب
موصوف بھی یقیناً ان مختلف فیہا عبارات سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس لئے کہ
ان کی عبارات مذکورۃ فی السوال اس پر شاہد کہ موصوف ان عبارات کو
بنیادی اور اعتقادی اختلافات کی وجہ نہیں سمجھتے بلکہ ان کو فروعی تعبیری اور
تشریحی خیال فرماتے ہیں اور ان عبارات مختلف فیہا کی حمایت میں زور قلم
صرف فرمارہے ہیں جس بات کا علم نہ ہو اس پر کوئی صاحب عقل سلیم
زور قلم صرف نہیں کرتا حالانکہ پروفیسر صاحب موصوف ان کے بنیادی
واصولی اور اعتقادی اختلافات کا سبب ہونے سے انکاری فرماتے ہوئے
ان کو صرف تعبیری وتشریحی نوعیت کا جزئی اختلاف ثابت کرنے کی کوشش
میں زور قلم صرف فرمارہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب
موصوف بھان متی کا کنبہ جوڑ کر ایک نئے فرقہ کی داغ بیل ڈالنا چاہتے ہیں
جو صلح کلی ہو اور مسلک حقۂ اہلسنت وجماعت کے مخالف ہو۔ اسی لئے
فقہائے کرام کی جلیل القدر ومفتی بہا عبارات سے بالقصد صرف نظر کرکے
مسلمانوں کو چشم پوشی ومصلحت نیوشی کا گمراہ کن مشورہ دے رہے ہیں۔

اور ائمہ کرام وفقہاء عظام اہلسنت وجماعت کو ظالم کہہ رہے ہیں۔ فرماتے
ہیں کہ فروعات وجزئیات میں الجھ جانا دانشمندی اور قرین انصاف نہیں ہے
مسلمانوں خدارا غور کرو دانشمندی دانستن کا مشتق ہے۔ دانستن کے معنی
جاننا العلم دانستن یعنی جاننا دانشمند اسم فاعل سماعی ہے یعنی جاننے والا۔ اور
جب دانش (جو دانستن کا حاصل مصدر ہے) کی نفی کردی تو اس کا متقابل
یعنی جہل لازم آئے گا مطلب یہ کہ دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ جہالت ہے۔
اسی طرح یہ کہنا کہ قرین انصاف نہیں ہے۔ انصاف نہیں ہوگا تو ظلم ہوگا۔
مطلب یہ کہ جن علماء اہلسنت نے باطل فرقوں دیوبندی وہابیوں رافضیوں
وغیرہم کی کفریہ عبارات کی گرفت کرکے ان پر حکم کفر کا فتویٰ دیا یا بعض عبارات
کو فسق بتایا تو ان کا ایسا کرنا قرین انصاف نہیں ہے یعنی بالفاظ دیگر
ظلم ہے ظلم کی تعریف ہے وضع الشئی فی غیر محلہ ظلم یعنی کسی چیز کو غلط جگہ
رکھ دینا ظلم ہے۔

پروفیسر کی عبارت کا مطلب ہے کہ جن علماء نے دیوبندیوں وہابیوں
رافضیوں کی عبارات مطبوعہ متکلم فیہا کی گرفت کرکے ان کو کفر ثابت کیا ہے
انہوں نے ظلم کیا ہے۔ وہ لوگ جن کی تکفیر وتفسیق کی ہے اس کے مستحق نہ تھے وہ
تو مسلمان ہیں ان عبارات سے جن کو کفریہ قرار دے دیا گیا ہے صرف فروعی
اور جزئی اختلاف ثابت ہوتے ہیں۔ کفر ثابت نہیں ہوتا لہٰذا ان فرقوں کی
تکفیر وتفسیق کرنا جہالت وظلم ہے۔ اور ایسا کرنے والے جاہل وظالم
ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف

پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں الخ

ظاہر ہے کہ ان کی کفریہ عبارات کو کفریہ نہیں مانتے اور ان کو مسلمان مانتے ہیں جبھی تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ اور اصولی و اعتقادی اختلافات کو جزئی و فروعی اختلاف بتا رہے ہیں۔ جیسے حنفی شافعی مالکی اور حنبلی مسالک میں فروعی اختلاف ہے۔ کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے کوئی ہاتھ چھوڑ کر۔ کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی زیر ناف۔ غور کا مقام ہے کہ پروفیسر صاحب جان بوجھ کر کس قدر مسلمان فریبی کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصولی و بنیادی اور اعتقادی اختلاف کو جزئی و فروعی کہہ کر دیوبندیوں وہابیوں رافضیوں وغیرھم گمراہ فرقوں کی طرفداری اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت سے کھلی غداری کر رہے ہیں۔ بد مذہبوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کریں اگر وہ مومن ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اہلسنت و جماعت اور ان مذکورۃ الصدر فرقوں کے درمیان کیا اعتقادی اور بنیادی اختلافات ہیں۔

پہلا اختلاف

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل سنت و جماعت عالم ما کان وما یکون باعطاء باری تعالیٰ مانتے ہیں۔ اور دیوبندی وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے علم غیب کو پاگلوں بچوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں جو کفر ہے۔ چنانچہ دیوبندی منڈلی کے سرگروہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں کہ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ کفریہ عبارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں کھلی گالی ہے۔ کہ اس میں علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاگلوں چوپایوں جن میں کتے سور گدھے سب شامل ہیں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کے متعلق اکابر علماء اہلسنت و جماعت نے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور علماء حرمین طیبین نے فرمایا کہ من شك في كفره وعذابه فقد كفر یعنی جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ پروفیسر صاحب فرما رہے ہیں کہ الحمد للہ مسلمانوں کے تمام مسالک و مکاتیب فکر میں کوئی بنیادی اختلاف عقائد کے بارے میں نہیں ہے۔ کس قدر غلط دعویٰ ہے۔ اور مسلمانوں کو کھلا ہوا دھوکہ دینے کی سعی لاحاصل ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے پہلے میں نے حفظ الایمان کی یہ عبارت نہ دیکھی نہ سنی اس لئے کہ اس عبارت پر رسالے لکھے جا چکے ہیں۔ علماء اہلسنت و جماعت اور دیوبندی مولویوں کے درمیان ہند و پاکستان میں مناظرے ہو چکے ہیں۔ اور اگر وہ کہتے ہیں کہ میں حفظ الایمان کی اس عبارت کو درست اور صحیح مانتا ہوں اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی تو بحکم من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر خود پروفیسر صاحب اسی زمرے میں

شامل ہیں اس لئے کہ حفظ الایمان کی اس کفریہ عبارت کا کفر تو واضح ایسا بین
کہ محتاج بیان نہیں ۔

اختلاف ۔ ۲

دیوبندی عقیدہ ہے کہ شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
علم ہے ۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شیطان سے کم علم ہے ۔ معاذ اللہ
براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے لکھ کر چھاپا ہے کہ
**شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم
کی کونسی نص قطعی ہے** ۔ اہلسنت کے نزدیک یہ کھلا ہوا کفر ہے ۔ اس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو بڑھا دیا ۔ اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان
لایا اور العیاذ باللہ تعالیٰ اگر کسی دیوبندی سے کہو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور
خلیل احمد انبیٹھوی صاحبان شیطان کے ہمسر ہیں پھر دیکھو مارنے مرنے کو تیار
ہو جائے گا ۔ مگر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
ما کان وما یکون کو شیطان ملعون کے علم سے گھٹا کر دیوبندی دھرم کا
مقتداء و پیشوا بنا ہوا ہے ۔ اور علماء اہلسنت جب یہ کہتے ہیں کہ اس نے شان
اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی بے ادبی کی ہے اور اس کی یہ
خبیث عبارت شان اقدس حبیب خدا میں بڑی گستاخی ہے ۔ اور یہ شخص
علم حضور کی وسعت علم کا منکر ہو کر شیطان ملعون کی وسعت علمی پر ایمان لایا

ہے تو صلح کل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنیادی اور اعتقادی اختلاف نہیں ہے
یہ فروعی اور جزئی تعبیری اور تشریحی اختلاف ہے ۔ آگے چل کر کہتا ہے کہ
کہ تمام نصوص رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے پھر آگے کہتا ہے کہ شرک نہیں
تو کون سا ایمان کا حصہ ہے ۔ اس نے خود ابلیس ملعون کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا
اور خود مشرک ہو گیا ۔ اس لئے کہ جو بات مخلوق میں کسی ایک فرد کے لئے ثابت
کرنا شرک ہوگی وہ دوسرے فرد کے لئے بھی ضرور شرک ہوگی ۔ کہ خدا کا کوئی
شریک نہیں ہو سکتا ۔ جب وسعت علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ماننا شرک ٹھہرائی تو شیطان ملعون کے لئے ماننا بھی یقیناً قطعاً ضرور ضرور
شرک ٹھہرے گی ۔ جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں یعنی اتنی وسعت علم خدا کی
وہ خاص صفت ٹھہری کہ نبی میں اس کا ماننا شرک ٹھہرایا اور خود اسی نے
وہی وسعت اپنے منہ سے شیطان کے لئے مانی تو صاف وصریح الفاظ میں شیطان
کو خدا کا شریک ٹھہرایا (حسام الحرمین)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کس قدر صحیح ہے یہ قول کہ چاہ کن را چاہ در پیش ۔ یہ کنواں اس نے
اہلسنت کو گرانے کے لئے کھودا تھا خدا نے خود اسی کنوئیں میں گرا دیا اور تھا
بھی وہ اسی کا مستحق کہ اس نے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں
کی توہین کی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کی توہین یوں ہوئی کہ اس عقل کے اندھے نے
خدا کا شریک بنا دیا اور وہ بھی کسے شیطان لعین کو ۔ اور رسول خدا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی توھین یوں کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم کو شیطان
کے علم سے اتنا گھٹایا کہ شیطان کے جتنی وسعت علم حضور میں مانو تو مشرک ہو
جاؤ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایسا شخص اور جو یہ کفریہ عقیدہ رکھے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھنے
والے کو کافر نہ جانے اور اس کے کفر و عذاب میں کسی قسم کا شک کرے
اہلسنّت وجماعت کے نزدیک خود خارج از اسلام ہے ۔ اس کفریہ عبارت
کے مصنف کو مرتے دم تک توبہ کی توفیق نہیں ہوئی ، اور کیسے ہوتی کہ وہ
گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اور گستاخ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق نہیں دیتا ، بلکہ فرماتا ہے لَا تَعْتَذِرُوا
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ اب عذر مت کرو تم نے ایمان کے بعد
کفر کیا ہے ۔

تیسرا اختلاف

حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے ۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں لفظ خاتم النّبیین کے
معنی آخری نبی ہیں ۔ یہ عوام کا خیال ہے مگر اہل فہم و اہل علم کے نزدیک
اول ہونا یا آخر ہونا کچھ فضیلت کی بات نہیں ہے اس کے معنی افضل النبیّین

ہیں اور قادیانی بھی خاتم النبیّین کے معنی افضل النبیّین کرتے ہیں اہلسنّت
کے نزدیک تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی
کے ہیں ۔ دیوبندی دھرم کے امام و پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب
بانی دار العلوم دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں :۔

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ
آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر
اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں ہے،
پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں
کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔

مسلمانو ! دیکھا آپ نے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے
معنی آخری بیان کرنا عوام کا خیال بتایا حالانکہ مسلمان کا عقیدہ اور
اجماع مفسرین اس معنی پر ہے کہ حضور آخری نبی اور لفظ خاتم النبیین سے یہی
معنی مراد ہیں ۔ خود سرور کائنات نے لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بیان
فرمائے ۔ حضور کا ارشاد ہے انا العاقب میں آخری ہوں ۔ مگر نانوتوی صاحب
انشاپردازی کے زور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو عوام کی صف میں کھڑا
کر رہے ہیں ۔ اور خود ان کے مقابلے میں اہل فہم بننے کا دعویٰ کر رہے ہیں
مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے
معنی آخری نبی کے ہیں وہ لوگ ناسمجھ اور عوام ہیں ۔ مگر سمجھ داروں یعنی اہل فہم
پر روشن ہے کہ مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر

صحیح ہو سکتا ہے۔ گویا خود کو اہل فہم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عوام میں شمار کر کے ناسمجھ کہہ رہے ہیں۔ اس سے بڑھکر کیا گستاخی ہوگی۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ کہ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اس عبارت میں دیگر انبیا علیہم السلام کی نبوت بالعرض کہہ کر ان کی توہین کی ہے۔ تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں کہ عمل میں امتی نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ اس ناپاک عبارت سے امت کے اعمال سے انبیاء کے **عمل کو گھٹا دیا اور انبیاء کے اعمال** سے امتی کے **عمل کو** بڑھا دیا حالانکہ **اہلسنّت وجماعت کا** متفقہ عقیدہ ہے کہ امتی کسی طرح عمل میں انبیاء علیہم السلام کا مقابل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ عمل میں نبی سے بڑھ جائے۔ امتی کے ہزاروں اعمال نبی کے ایک عمل کے برابر نہیں ہو سکتے۔

براہین قاطعہ میں استاد شاگردوں نے مل کر شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور علیہ السلام کے علم کو گھٹا دیا اور تحذیر الناس میں ان حضرت نے انبیا علیہم السلام کے اعمال کو امتی کے عمل سے گھٹا دیا۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

آگے چل کر لکھتے ہیں۔ غرض اختتام بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض

آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ تھوڑا اور آگے چل کر لکھتے ہیں، بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیّت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیّت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

مسلمانو! غور کرو ہر معتقد مرزائے قادیانی بھی یہی کہتا ہے کہ مرزا کی نبوّت سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ حضور خاتم النبیین ہیں یعنی افضل النبیین ہیں۔ اور مرزائے آنجہانی بھی نبی ہے۔ تحذیر الناس کی اس نبی ساز گندی عبارت نے مدعیان نبوت کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ اب جس کا جی چاہے نبوت کا دعویٰ کرتا رہے۔ خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چنانچہ بہت سوں نے اس کتاب کی اس عبارت سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسی قسم کی بہت سی کفریہ عبارات وہابیہ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے ان چند عبارات پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اس سے یہ بات وضاحت وصراحت کے ساتھ روشن ومبرہن ہو گئی کہ دیوبندیوں وہابیوں سے مسلمانوں کے اختلافات فروعی وجزئی نہیں ہیں بلکہ کفر و اسلام کے اصولی اختلافات ہیں۔ تعبیری وتشریحی نہیں بلکہ تفسیقی وتکفیری ہیں۔ پروفیسر صاحب ان کو فروعی وجزئی فرما رہے ہیں۔ جن عبارات میں حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں کھلی گستاخیاں واضح

بے ادبیاں کی جائیں۔ حضور کے علم کو مجانین و بہائم کے علم سے تشبیہ دی
جائے۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے بڑھایا
جائے۔ عمل میں امتی کو انبیاء سے بڑھایا جائے۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی
شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل بتایا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے خیال مبارک کو نماز میں اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بدرجہا بدتر
سمجھا جائے۔ حضور علیہ السلام کے اختیار کا انکار کیا جائے محفل میلاد
مبارک کو کنھیا کے جنم اشٹمی کے سوانگ سے تشبیہ دی جائے۔ ان عبارات
کو فروعی و جزئی اختلاف کہنا پروفیسر صاحب کی بڑی جرأت اور زبردست
تحکم ہے۔ اگر اسی قسم کی عبارات پروفیسر صاحب کی شان میں تصنیف کر کے
شائع کی جائیں تو یقیناً چراغ پا ہو کر آمادہ بمناظرہ و مجادلہ نظر آئیں گے۔ اب
سنیئے فقہائے اسلام ایسے گستاخان بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں
فرماتے ہیں: ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت
امرأتہ۔

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے
یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے
یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور

اس کی جورو اس کے نکاح سے باہر ہو گئی کس قدر صاف اور صریح حکم ہے۔
کہ حضور کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی کرنے سے مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔
کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ امام اجل سیدی
عبدالعزیز بن احمد ابن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحقیق شرح
حسامی میں فرماتے ہیں:۔

ان غلا فیہ (ای فی ہواہ) حتی وجب اکفارہ بہ لا
یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضاً لعدم دخولہ فی مسمی الامۃ
المشہود لہا بالعصمۃ وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ
مسلماً لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ
بل عن المومنین وھو کافر وان کان لا یدری انہ کافر

یعنی بد مذہب اگر بد مذہبی میں غالی ہو جس کے سبب سے اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں
اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ کہ خطاء سے معصوم ہونے کی شہادت
تو امت کے لئے آئی ہے وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز
پڑھتا ہو۔ اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو۔ اس لئے کہ امت قبلہ کی
طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان کا نام ہے۔ اور
یہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔ رد المحتار میں ہے:۔

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و
ان کان من اہل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات
کما فی شرح التحریر۔

یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں اختلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ سے ہو۔ اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں فرمایا کتب عقائد و فقہ و اصول ان تصریحات سے مالا مال ہیں اور یہ مسئلہ بالکل بدیہی ہے کہ جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہو۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے پڑھتا ہو۔ اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کرلیتا ہو کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے۔ اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے۔ وذلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض وجہ۔ یہ کہ بت کو سجدہ علامت تکذیب خدا ہے۔ اور علامت تکذیب عین تکذیب کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور سجدے میں یہ احتمال عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت و مجرا مقصود ہو نہ عبادت اور محض تحیت فی نفسہٖ کفر نہیں ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیتاً سجدہ کرے سخت گنہگار ہوگا۔ کافر نہ ہوگا۔ امثال سجدۂ بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بربنائے شعار کفار رکھا ہے۔ بخلاف بدگوئی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی احتمال اسلام نہیں اور یہاں اس فرق بربنا نہیں رکھتا کہ ساجد صنم کی توبہ باجماع امت مقبول ہے۔ مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں، اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی (۲) امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام (۳) و علامہ خسرو

صاحب دُرر و غُرر (۴) و علامہ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ والنظائر (۵) و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق (۶) و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار (۷) و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتویٰ خیریہ (۸) علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر (۹) علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر صدق دل سے توبہ کرے تو عند اللہ مقبول ہے۔ کفر مٹ جائے گا جہنم ابدی سے نجات مل جائے گی اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی رد المختار وغیرہ ملتقطاً من حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین بیدان تحقیق المسئلہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔ غلاۃ روافض و جماعت اسلامی کے موجد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے اعتقادات کا حال یہ ہے کہ غلاۃ روافض کے نزدیک حضرت جبریل علیہ السلام سے غلطی ہوگئی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتار دی حالانکہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے نازل فرمائی تھی۔ اور بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ خدا ہیں، معاذ اللہ۔ ثم معاذ اللہ۔

اور بعض اکثر صحابہ خصوصاً خلفائے ثلٰثہ و امہات المؤمنین کو سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے کافر جانتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اجتہاد کے نشے میں بدمست ہو کر جبراً دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں دینے کے

جواز کا فتویٰ صادر فرما دیا۔ اور قرآن کی آیت صریح وان تجمعوا بین الاختین الا ماقد سلف کو دانستہ نظر انداز کر دیا۔ قیاس کن ز گلستان او بہار ش را۔ اذا کان الغراب دلیل قوم ، سیہد یہم طریق الھالکین
یعنی جب کوّا کسی قوم کا رہبر بن جائے تو ہلاکت کا راستہ ہی دکھائے گا۔
شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فی ما فیه انکار ما علم مجیئة بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات اھ
ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیه الصلاة والسلام اغلط فی الوحی ان الله تعالیٰ ارسله الی علی رضی الله عنه وبعضهم قالوا انه اله وان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین وهذا هو المراد بقوله صلی الله علیه وسلم من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك مسلم اھ مختصراً۔

یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہ رہے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسّلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ اللہ تعالیٰ نے

انہیں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا تھا۔ اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگر قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ یعنی جب تک ضروریاتِ دین پہ ایمان رکھے اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔ اور اسی میں ہے

وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شئ من موجباته

یعنی جان لو اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں اور اہلسنت وجماعت کے نزدیک اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت یا نشانی نہ پائی جائے اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔ اگر ضروریاتِ دین کا منکر ہو تو قطعًا یقینًا اجماعًا کافر ہے۔ مرتد ہے۔ ایسا جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے[1] شفا شریف (۲) وبزازیہ (۳) و درر وغرر (۴) وفتاویٰ خیریہ میں ہے کہ اجمع المسلمون ان شاتمه صلی الله علیه وسلم کافر ومن شك فی کفره وعذابه فقد کفر

یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہ ہوگی اور جو اس کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر اور در مختار میں و اللفظ لہ الکافر بسبّ نبی من الانبیاء لاتقبل توبۃ مطلقا ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر۔ جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہ ہوگی۔ اور جو اس کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پروفیسر صاحب کا دوسرا قول

کہ خالق کون و مکان نے حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملے میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں الخ

یہ عبارت نہایت غلط خلاف ادب بارگاہ رسالت اور اختیارات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جہالت کا کھلا ہوا اعلان عقل حیران ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہئے۔ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو مختار بنا کر بھیجا جس کو جو چاہیں بخش دیں، عطا فرمادیں۔ خود قرآن میں رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے۔ وما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانہٰکم عنہ فانتھوا الاٰیہ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں لے لو اور جس کام سے روکیں منع فرمائیں اس سے رک جاؤ مت کرو۔

پروفیسر صاحب کو اتنا تو معلوم ہوگا کہ فخذوا اور فانتھوا امر حکمی

ہے۔ اور لفظ ما عام ہے کسی بات کی تخصیص نہیں فرمائی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان کا فرمانا میرا فرمانا ہے۔ فرماتا ہے وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں میری وحی کے مطابق فرماتے ہیں جو ان پر وحی میں بھیجتا ہوں وہ وہی بات فرماتے ہیں۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی اس نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی۔ رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔

رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر مطاع باذن اللہ بنا کر۔ رب العزۃ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ پیارے مصطفےٰ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ یہ قرآن میں کہیں نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے نبی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی دینی امور میں دوسروں پر مسلط کرتے پھریں۔ جو باتیں وہ اپنی مرضی سے تم پر مسلط کریں وہ تم مت ماننا۔ تم صرف وہی باتیں ماننا جو میں کہوں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ میری کہی ہوئی میری بتائی ہوئی کہتے ہیں۔ میری اطاعت ان کی اطاعت ہے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے ان کی اتباع کرو میں تم کو اپنا محبوب بنالوں گا۔ اتباع و پیروی ہر ہر قول و ہر ہر فعل

میں مطلوب ہے۔ یہ نہیں کہ بعض میں ہے اور بعض میں نہیں۔ سواء اس کے
کہ جن باتوں کو حضور کے ساتھ خاص فرمادیا اور دوسروں کو اس سے
روک دیا۔ جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا
کہ اللہ نے تم پر حج فرض فرمادیا۔ ایک صاحب نے مجلس میں سوال کیا
کہ یارسول اللہ کیا ہر سال ہم پر حج فرض کر دیا گیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام
نے جواب نہیں دیا۔ اور سکوت فرمایا۔ سائل نے پھر سوال کیا پھر سوال کیا
مگر حضور نے سکوت فرمایا۔ آخری مرتبہ جب سائل نے سوال کیا تو آپ
نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جاتا اور تم نہ
کر پاتے۔ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہوا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور اگر ہاں اپنی مرضی سے بھی فرمادیتے تو ہر سال حج
فرض ہو جاتا۔

حکم ہے:- الا ان ربکم قد فرض فرائض فلا تترکوھا و
حرم حرمات فلا تنھکوھا الا ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم
سن لکم سنن الھدی فاسلکوھا۔

خبردار تمہارے رب نے کچھ باتیں تم پر فرض فرمائیں ان کو ترک مت
کرو۔ اور کچھ چیزیں تم پر حرام فرمادیں ان کا ارتکاب مت کرو۔ اور بے
شک تمہارے نبی نے تمہارے لئے سنن الھدیٰ مقرر کئے ہیں پس ان پر چلو۔
اہل علم جانتے ہیں کہ حضور کا قول حضور کا فعل اور صحابہ کا وہ عمل جو انہوں
نے حضور کے سامنے کیا اور حضور نے ان کو اس سے نہیں روکا سنت کہلاتا

ہے۔ حدیث میں یہ واقعہ مفصل مذکور ہے کہ ایک اعرابی نے مجلس میں
آکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور مجھ سے سخت غلطی سرزد
ہوگئی۔ میں نے روزے میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ اب میں کیا کروں کہ
یہ غلطی معاف ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوۃ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر
اس نے عرض کی مجھ میں اس کی استطاعت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں
کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا۔ اس نے عرض کی کہ میں بہت غریب ہوں اس کی بھی
استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا پے در پے ساٹھ روزے رکھ۔ اس نے
عرض کی میرے ماں باپ حضور پر قربان یہ بھی میرے بس سے باہر ہے
حضور علیہ السلام کی خدمت میں کچھ کھجوریں پیش کی گئیں۔ حضور علیہ السلام
نے وہ کھجوریں اس شخص کو دے کر فرمایا کہ یہ مدینہ کے غرباء میں تقسیم کر
کردے یہی تیرے لئے کفارہ ہے۔ اس نے عرض کہ حضور مدینہ میں میرے
بچوں سے زیادہ کوئی غریب نہیں ہے۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اس
سے فرمایا، جا یہ کھجوریں اپنے بچوں کو کھلادے تیرے لئے یہی کفارہ
ہے۔ اس حدیث سے یہ بات مبرہن و مبین ہوگئی کہ حضور نے اپنے
خصوصی اختیار کو استعمال فرماتے ہوئے مذکورہ اعرابی کے لئے ان کھجوروں
کو کفارہ بنادیا۔ ورنہ قرآن نے وہ تین صورتیں کفارہ کی بتائی ہیں جو حضور
نے اس سے فرمائیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ کفارہ صرف اس
اعرابی کے لئے تھا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے اختیارات خصوصی سے
صرف اس اعرابی سے مختص فرمادیا۔ اگر حضور علیہ السلام کو اختیار حاصل نہ

ہوتا تو بغیر اختیار حضور ایسا کس طرح کر سکتے تھے۔

ایک حدیث حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ذات سے متعلق ہے جس میں حضور علیہ السلام کے اختیارات کا پتہ چلتا ہے۔ کہ حضور نے حضرت ربیعہ سے فرمایا۔ یا ربیعہ سل۔ اسے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اسئلك مرافقتك فی الجنۃ یا رسول اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں جنت میں آپ کی رفاقت۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا او غیر ذالك اس کے سوا بھی اور کچھ مانگنا چاہتا ہے۔ عرض کی ھو ذاك یا رسول اللہ۔ بس یہی بہت ہے۔ الحدیث۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے لفظ سل مطلق فرمایا جس سے پتہ چلتا ہے جو چاہو مانگ لو۔ دین کی، دنیا کی، زمین کی آسمان کی قبر کی حشر کی۔ جہاں کی جو چیز چاہو مانگ لو۔ اللہ تعالےٰ نے حضور کو مختار بنا دیا۔ جس کو جو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔

روز روزِ اوست و حکم حکمِ اوست

حضور کو یہ اختیار حاصل ہے۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ روز روزِ اوست و حکم حکمِ اوست ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد۔

آج آپ کا زمانہ ہے اور آپ کا حکم جاری وساری ہے۔ جس کو

جتنا چاہیں عطا فرمائیں اللہ نے اجازت دے دی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ حضرت ربیعہ کا سوال دین کا معاملہ ہے یا دنیا کا ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے سوال میں بہت بڑی چیز مانگ لی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرمایا تمہارا یہ سوال منظور اور کچھ بھی اگر چاہو تو مانگ لو۔ گویا حضور علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسا مختار بنایا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کو اختیار دے رہے ہیں کہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔ اس لئے کہ لفظ سل مطلق ہے اور اصول کا قاعدہ ہے کہ المطلق اذا یطلق یجری علی اطلاقہ یعنی مطلق جب بولا جائے گا تو مطلق ہی مراد ہوگا۔ کسی بڑے سے بڑے پروفیسر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لفظ مطلق کے معنی مقید کرے۔ تعجب ہے کہ جہاں حضور اپنے کسی غلام کو اختیار دیں کہ میری طرف سے اجازت ہے کہ دو باتوں میں سے جو پسند ہو کر لو۔ میں تم کو مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ اختیار دیتا ہوں کہ جو چاہو اختیار کر لو۔ تو حضور کے اس اختیار دینے کو حضور کی مجبوری پر محمول کر لیا جائے اور رکھ دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دینی معاملات میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جو حضور کے اختیار کی مبینہ دلیل تھی اسی کو عدم اختیار پر دلیل بنانے

کی سعی لاحاصل کے سوا اور کیا کہا جائے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ذرا سوچیئے کہ حضور علیہ السلام نے دو باتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کی اجازت دی تو دونوں پہ حضور کا اختیار ثابت ہو گیا۔ مجاز کو حق ہے جسے چاہے اختیار کرے۔ حضور کے اختیار میں تو اختیار دینا بھی آگیا۔ فتدبّرہ۔

تقریر ۳۱

شیعہ اور وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرنا اور موقعہ ملے تو پڑھنا ان کو مسلمان ماننے اور اہل ایمان جاننے کا کھلا ثبوت ہے۔ اور شیعہ اور وہابی عقائد سے پوری واقفیت کے باوجود ایسا کہنا اور چھاپ کر اعلان کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ پروفیسر صاحب ان کو مسلمان صاحبِ ایمان جانتے ہیں۔ اور ان کے اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافی مسائل کو فروعی اور تعبیری مانتے ہیں جیسا کہ انہوں نے لکھا بھی ہے بالفاظ دیگر یوں سمجھیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جو لوگ کھلی گستاخیاں کریں حضور کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل جانیں اور ایسا صریح کفر بکنے والے کو اپنا مقتدا، و پیشوا جانیں۔ اللہ پہ جھوٹ کا بہتان باندھیں۔ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر خیال کریں۔ اہلسنت وجماعت پر کفر و شرک کے فتوے لگائیں صحابہ کرام خصوصًا خلفاء ثلثہ اور امہات المومنین کو کافر و منافق جانیں قرآن کو محرف جانیں۔ حالانکہ

کو معصوم عن الخطاء نہ مانیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خدا مانیں وغیرہ۔ جب تک وہ لوگ ان مذکورہ بالا کفریہ اعتقادات کے قائل افراد کو کافر اور خارج از اسلام جاننے کا اعتراف و اقرار نہ کریں اسی زمرے میں آتے ہیں۔

پروفیسر کا فرقہ داریت پر لعنت بھیجنا

فرقہ داریت پر لعنت بھیجنا اور اپنے منہ سے یہ اعتراف کرنا کہ میں کسی فرقے کا قائل نہیں ہوں یہ اس قدر مہمل اور مجنونانہ بات ہے۔ کہ خود پروفیسر صاحب کی عبارت اس کے لغو و مہمل اور جاہلانہ قول ہونے پر شاہد عادل اور ثبوت بیّن ہے۔ فرقہ داریت پر لعنت بھیجنا اور فرقہ وہابیہ و رافضیہ کے ائمہ کے پیچھے نمازیں پڑھنا عجب مخمصہ ہے۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے

ہم نے تو یہ پڑھا تھا کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ مگر پروفیسر صاحب کی تحریرات کو پڑھ کر پتہ چلا کہ بیک وقت ایک شخص کافر و مستحق امامت ہو سکتا ہے۔ گویا کہ کفر و اسلام جمع ہو سکتے ہیں۔ اس لیئے مذکورہ بالا فرقے اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے گمراہ و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ اور پروفیسر صاحب ان کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں فرماتے بلکہ جب موقع میسّر آجائے پڑھتے بھی ہیں۔ فرقوں کی بات ایک جگہ مانتے ہیں۔ اور دوسری جگہ انشا پردازی اور اجتہاد بازی کے نشہ میں چور ہو کر تمام فرقوں اور

فرقہ واریت پر لعنت بھیجنے سے پرہیز نہیں کرتے، اور عقائد کے اختلاف کو فروعی تعبیری اور تشریحی بتا رہے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اگر پروفیسر صاحب کے نزدیک تمام فرقے بر بنائے ادعائے اسلام مسلمان ہیں تو سب پر لعنت بھیجکر خود لعنتی ہو گئے۔ اس لئے کہ جو مسلمان پر لعنت بھیجے خود لعنتی ہے بحکم حدیث، اور اگر بقول پروفیسر صاحب موصوف فرقہ واریت قابل لعنت ہے تو اہلسنت وجماعت بھی ایک فرقہ ہیں۔ اور بحمد اللہ تعالےٰ فرقۂ ناجیہ ہیں۔ اور اہلسنت وجماعت کے سوا باقی سب فرقہ ناری ہیں۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ خبردار بیشک تم سے پہلے اہل کتاب نے ایک ملت کے ۷۲ بہتر فرقے بنا دیئے اور یہ امت ۷۳ تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا، اور یہ جماعت ہے۔ عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ قام فقال الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فینا فقال الا ان من قبلکم من اہل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الملۃ متفرق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ

(ابوداؤد ج ۳ ص ۱۶۴)

دیکھئے حضور علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ میری امت میں ۷۳ تہتر فرقے ہوں گے۔ ۷۲ بہتر ناری ایک ناجی اور وہ ناجی فرقہ اہلسنت وجماعت ہیں۔

پروفیسر صاحب سب فرقوں پر لعنت بھیجکر ایک نئے فرقے کی داغ بیل **ڈالنا چاہتے ہیں۔** ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت **ہے۔** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں نے اکہتر یا بہتر **فرقے بنا لئے،** اور نصاریٰ نے بہتر فرقے بنا لئے۔ اور میری امت ۷۳ تہتر فرقوں **میں بٹ جائے گی۔** الفاظ حدیث یہ ہیں :-

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت **الیہود علی احدی** او ثنتین وسبعین فرقۃ او تفرقت النصاریٰ **علی احدی او** ثنتین وسبعین فرقۃ وتفرق امتی علی ثلث **وسبعین فرقۃ** (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۴)

ان احادیث شریفہ میں اس کا ثبوت ہے کہ حضور کی امت میں تہتر فرقے **ہوں گے۔** بہتر ناری اور صرف ایک جنتی ہوگا اور وہ فرقہ بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت **وجماعت ہیں۔** پروفیسر صاحب سب فرقوں پر لعنت بھیجکر خود ایک نئے فرقے **کے بانی بن بیٹھے۔** اور بحکم حدیث من شذ شذ فی النار کے مصداق ہو گئے۔ اہلسنت **کی جماعت** سے تو دیابنہ وہابیہ اور روافض کے ائمہ کے پیچھے نماز کے **جواز کا فتوےٰ** دے کر خارج ہو گئے تھے اور دوسرے فرقوں سے ان پر **لعنت بھیجکر** نکل گئے۔ اب صرف ان کا ساختہ پرداختہ ایک فرقہ رہ گیا جس **کو صلح کل** فرقہ کہنا چاہیئے۔ گو با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

اللّٰھم احفظنا وجمیع المسلمین عن شرورہ

پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نے سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا

کہ وہ دینی معاملات میں دوسروں پہ اپنی مرضی مسلط کریں سراسر حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کا انکار اور حکم قرآن واحادیث سے کھلا ہوا
فرار ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ جن میں یہ ثبوت ہے کہ
حضور نبی مختار کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا تھا کہ حضور جو چاہیں حرام قرار
دے دیں، جو چاہیں حلال رکھیں۔

حدیث ۱۔ عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم مکۃ وانی احرم ما بین
لابتیھا یرید المدینۃ (صحیح للمسلم ص۴۴۰)

حدیث ۲۔ عن نافع بن جبیر ان مروان بن الحکم خطب الناس
فذکر مکۃ واھلھا وحرمتھا فناداہ رافع بن خدیج فقال مالی اسمعک
ذکرت مکۃ واھلھا وحرمتھا ولم تذکر المدینۃ واھلھا وحرمتھا
قد حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین لابتیھا وذلک عندنا
فی ادیم خولانی ان شئت اقراتکہ قال فسکت مروان ثم قال قد
سمعت بعض ذالک (ص۴۴۰)

حدیث ۳۔ عن جابر قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا
لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا (ص۴۴۰)

حدیث ۴۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
ابراھیم حرم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم

ابراھیم مکۃ وانی دعوت فی صاعھا ومدھا بمثلی ما دعا ابراھیم
لاھل مکۃ۔ (ص۴۴۰)

حدیث ۵۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ ما بین
لابتیھا لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا (ص۴۴۰)

حدیث ۶۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا

حدیث ۷۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال حرم ما بین لابتی المدینۃ علی لسانی (صحیح بخاری ج۱ ص۲۵۱)

بخاری شریف و مسلم شریف و ابوداؤد شریف کی ان احادیث مذکورہ الصدر
کے ہوتے ہوئے پروفیسر صاحب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات
کا انکار کرنا اور لکھ دینا کہ حضور کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ دینی امور میں اپنی مرضی
دوسروں پر مسلط کریں حقیقت ثابتہ مبینۃ مبرہنہ کا انکار ہے۔ اور لفظ
مسلط کا استعمال کس قدر غلط ہے۔ جس میں جبر و اکراہ کے معنی پائے جاتے ہیں
جو حدیث انکار اختیار کے ثبوت میں ذکر کر رہے ہیں وہ خود ثبوت اختیارات
کی روشن دلیل ہے۔ متعلقہ صحابیہ دریافت کر رہی ہیں کہ یا رسول اللہ
کیا یہ آپ کا حکم ہے، جواب ملتا ہے کہ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابیہ
مذکورہ کا عقیدہ تھا کہ حضور کا حکم فرض ہوتا ہے۔ اور حضور کے حکم کے بعد
محکوم علیہ کو اختیار نہیں رہتا کہ وہ حضور کے حکم کے برعکس اپنی مرضی پر عمل

کرے اس غرض سے عرض کیا تھا کہ کیا یہ حضور کا حکم ہے۔ اور حضور کے انکار فرمانے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ان کو اختیار دے رہے ہیں کہ تم چاہو تو یہ بات مت مانو یہ خود ثبوتِ اختیار کی دلیل ہے نہ کہ سلبِ اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم عطا فرمائے۔ دیوبندیوں، وہابیوں رافضیوں کو خوش کرنے کے لئے پروفیسر صاحب کا یہ کہدینا کہ مسلمانوں کے مکاتبِ فکر میں اصولی و اعتقادی کوئی اختلاف نہیں ہے سراسر غلط بیانی اور حقیقتِ واقعیہ کا انکار ہے۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین اللہ اور اس کا رسول اسی کے زیادہ حقدار کہ ان کو راضی کیا جائے اور ان کے دشمنوں اور بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں سے قطعاً بے تعلق ہو کر احکاماتِ شرعیہ کو جو کتبِ فقہ و فتاوٰی میں مصرح و مشرح ہیں بلا خوف لومۃ لائم صاف صاف بیان کرنا چاہیئے جو ایسا نہ کرے وہ کتمانِ حق کا مجرم ہے۔ صرف یہ کہدینا کہ گستاخِ خدا و رسول کافر ہیں لیکن مسلّمہ اور مفتٰی بہ گستاخی کو گستاخی نہ ماننا اور گستاخِ رسول و گستاخِ جنابِ باری تعالیٰ کو نامزد کر کے اس پر حکمِ شرعی لگانے سے گریز کرنا بھی گستاخانِ بارگاہِ رسالت و جنابِ باری تعالےٰ کی پردہ پوشی کرنا ہے جو شخص ایسا کرے وہ بھی من شک فی کفرہٖ وعذابہ فقد کفر کے حکم میں شمار ہو گا۔ وہ صحیح العقیدہ سُنّی حنفی قادری نہیں ہو سکتا۔ حنفی قادری ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب نے بھی لفظ گھما کر یہی بات کہہ دی اور لکھ دیا کہ خالقِ کون و مکان نے

سرورِ کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی دینی معاملات میں دوسروں پر مسلّط کریں۔ اختیاراتِ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح انکار ہے۔ مذکورہ بالا احادیث میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہیں حرام کر دیں اور جو چاہیں حلال کر لیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم اور حضور علیہ السّلام نے مکہ اور مدینہ کے لئے کیا اس سے زیادہ واضح الفاظ اس حدیث میں ثبوت کے ہیں جس میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ فاطمہ بنت محمّد پر وہ سوکن لائیں۔ دوسری عورت سے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے لئے نکاح منع فرما دیا۔ یہ بیّن ثبوت ہے اس کا کہ دینی امر میں اپنی مرضی سے حضرت علی پر یہ قدغن لگا رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ میں کسی فرقے کا نہیں ہوں۔ چلیئے صاحب مان لیا کہ آپ کسی فرقے کے نہیں ہیں۔ اور فرقہ واریت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ آپ کی اس صراحت کے بعد کوئی وجہ انکار نہیں ہو سکتی مگر حضور کی امت کی نمائندگی سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے کہ جب فرقوں پر جو تہتّر ہوں گے لعنت بھیجکر ان سے تو آپ خود نکل گئے اب نمائندگی کا دعویٰ کس منہ سے کر رہے ہیں۔ نمائندہ اس کو کہتے ہیں جس کو قوم یا جماعت کے افراد نمائندگی کی خدمت سپرد کریں۔ پروفیسر صاحب اپنی مرضی سے امت کے سب فرقوں پر لعنت بھیج کر اپنی مرضی سے بلا جبر و اکراہ بقائمی ہوش و حواس

امت سے نکل گئے۔ اب اس خروج عن الامۃ کے بعد اس کی نمائندگی کا دعویٰ
چہ معنیٰ دارد۔ ع

چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

حق یہ ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے، اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ غور طلب
بات فرماتے ہیں کہ میں روافض اور وہابیہ کے پیچھے قیام میں اس کی اقتداء کر
رہا ہوں، ہاتھ چھوڑنے باندھنے میں نہیں۔ اس لئے کہ ہاتھ چھوڑنا باندھنا ضروری
نہیں ہے۔ یعنی دیوبندی اور رافضی کے پیچھے ہاتھ باندھنے چھوڑنے سے قطع
نظر ان کی نماز میں اقتداء کرنا صحیح ہے اور پروفیسر صاحب صرف قیام میں
اقتداء کرتے ہیں۔ اور رکوع، سجود، قومے، قعدے، جلسے میں اتباع کرتے ہیں
ہاتھ چھوڑنے باندھنے میں نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کی نماز درست ہو جاتی ہے۔
اور جب خود پروفیسر صاحب کی نماز درست ہو گئی تو دوسروں کی بھی بلا کراہت
درست ہو جائے گی۔ مطلب یہ ہوا کہ بدعقیدگی مانع اقتداء نہیں ہے۔ ہر مدعی
اسلام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ چاہے وہ کیسا ہی بدعقیدہ کیوں نہ ہو۔ ان
کی بدعقیدگی جس نے انہیں دیوبندی اور رافضی بنایا ان کی امامت میں قطعاً
دخل انداز اور مانع نہیں ہوگی۔ اگر رافضیت اور دیوبندیت امامت میں
آڑے آتی تو پروفیسر صاحب ان کی اقتداء فی القیام ہرگز نہ فرماتے اور ان
کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیتے۔ جیسا کہ فقہاء اہلسنت کا اجماع ہے
مگر پروفیسر صاحب اس اجماع اہل سنت سے اختلاف فرماتے ہیں بلکہ اجماع
صحابہ سے بھی اور ان کو فریق مخالف فی الاجتہاد تصوّر کرتے ہیں۔ جیسا کہ عورت

کی دیّت کے مسئلہ میں موصوف نے اجماع صحابہ سے اختلاف فرمایا ہے
اکثر مسائل میں اتبعوا السواد الاعظم سے انحراف کرکے اپنی ڈیڑھ کی الگ
بنانے کی روش اختیار فرمائی ہے۔ اور اس کو سستی شہرت کے حصول کا ذریعہ
سمجھتے ہیں۔ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
باایں ہمہ مزخرفات

ادعائے نمائندگی اسلام چہ خوش اس قسم کے برخود غلط نمایندگان
اسلام سے اسلام نالاں و پریشاں و زبانِ حال سے فریاد کناں کہ۔ ؎

یہ فتنہ خانہ ویرانیٔ اسلامی کو کیا کم ہے ـــــ!
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

مسلمانوں کو ان برخود غلط قسم کے نام نہاد نمایندگانِ امتِ محمدیہ
حفظہم اللہ عن شرورھم سے ہوشیار اور ان کے پُرفریب بہرولیوں سے
خبردار رہنا ضروری ہے۔ ورنہ ع

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا ؛ کار طفلاں تمام خواہد شد

میں نے ان کے انشائیے جستہ جستہ پڑھے۔ میری دیانتدارانہ رائے
یہ ہے کہ وہ تضاد بیانی اور ذہنی و فکری انتشار کا ملغوبہ ہیں۔ اور خود
ساختہ اصطلاحات گھڑ کر اپنے اجتہادی خیالات و افکار کا اظہار کرنا
چاہتے ہیں اور بہت جلد مجتہد العصر ہونے کی خانہ ساز سند حاصل کرنا چاہتے
ہیں۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ لامشاحۃ فی الاصطلاح موصوف
کی خانہ ساز اصطلاحات معاملات مذہب میں قطعاً غیر مقبول اور نامعقول

اور ان پر جو فکری و نظری عمارت تعمیر کی جائے گی اسکی کجی اور ٹیڑھ بالکل معقول۔ بحکم آنکہ۔ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

الحاصل پروفیسر صاحب نمبر(۱) دیوبندیوں۔ وہابیوں اور رافضیوں کو مکاتیب و مسالک اسلام میں شمار فرما رہے ہیں۔ اور ان کے اور تمام دیگر مسالک و مکاتیب فکر کے درمیان صرف فروعی اختلاف مان رہے ہیں۔ گویا ان کی مذکورۃ الصدر عبارات کو شانِ خدا جل وعلا اور شانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی نہیں مان رہے ہیں۔ اور ان کفریہ عقائد کے حامل کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔

(۲) حضور احمد مختار شفیع روزِ شمار کو نبی مختار نہیں مانتے اور صاف کہہ رہے ہیں کہ خالق کون ومکان نے سرور کائنات کو یہ اختیار نہیں دیا کہ دین کے معاملہ میں کسی پر اپنی مرضی مسلّط کریں۔ الخ

(۳) شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتے بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتے بھی ہیں۔

(۴) فرقہ واریت پر لعنت بھیجتے ہیں اور ہر فرقہ سے اپنی برأت کا اقرار واظہار فرماتے ہوئے حضور کی امت کی نمائندگی کرنے کا ادعا فرما رہے ہیں۔

(۵) مسلک حنفیت یا اہلسنّت وجماعت کے لئے کام نہیں کر رہے

ہیں۔ ظاہر ہو گیا کہ پروفیسر صاحب موصوف حنفیت یا اہلسنت کے لئے کام نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ ادارۂ منہاج القرآن کے لئے کام کر رہے ہیں جو یقیناً حنفی سُنّی ادارہ نہیں ہے۔ اور فرقہ واریت پر لعنت بھیجکر سب فرقوں سے اپنی لاتعلقی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تو واضح ہو گیا کہ موجودہ تمام مدعیانِ اسلام فرقوں سے علیحدہ ایک نئے فرقہ کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ جس کو فرقہ ناجیہ مبشرہ بالجنۃ ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں بہتّر فرقوں کو پورا کرنے کے لئے بعجلت کوشاں ہیں جو بحکم حدیث ناری ہوں گے۔ تضاد بیانی کی حد ہے کہ سب فرقوں پر لعنت بھی بھیج رہے ہیں اور ان سے برأت کا برملا اظہار بھی فرما رہے ہیں اور ان لعنتیوں کے پیچھے نماز پڑھنا پسند بھی فرماتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ گویا بیک وقت ان کو مسلمان بھی مانتے ہیں اور لعنتی بھی ان کی تحریرات کا بین السطور زبانِ حال سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے ؎

بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اور یہی موصوف کی شانِ اجتہاد ہے کہ ایک وقت میں انسان مسلمان اور لعنتی ہو سکتا ہے۔ ”بریں عقل و دانش بباید گریست“ ایک وقت میں متضاد باتیں کہہ جانا علامت نسیان ہے۔ ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ کسی طبیب یا کوالیفائڈ ڈاکٹر سے رجوع کر کے حافظہ کی تقویت کے لئے کوئی دوا کھانا چاہیئے۔ یا پھر دروغ گورا حافظہ نباشد کے مصداق ہیں۔ ایسی صورت میں دروغ گوئی کا سبب نسیان ہے۔ اور طب یونانی اور

ایلوپیتھی میں یہ اصولی مسلّمہ ہے کہ ازالۂ سبب کرو مرض سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر یہ سب متضاد بیانیاں اور خلاف عقل تحریر و تقریر انشائیہ دانستہ و اختیاری ہے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ :۔

حدیث و قرآن کی آیتوں کے غلط معانی بتا بتا کر :۔

"شکم کی خاطر یہ زر کے بندے بنا بنا کے ملّت مٹا رہے ہیں"

اور اگر یہ کیفیت اضطراری ہے تو کسی دماغی ہسپتال میں کچھ دن کے لئے ایڈمٹ ہو جانا چاہیئے۔

مسلمانوں کو پروفیسر صاحب کی تحریرات سے متعجب نہیں ہونا چاہیئے اس قسم کے مریضوں نے تو خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کیا ہے جیسے مرزائے قادیان۔ اور مصری شاہ کا ایک انسان (نام یاد نہیں) اجتہاد کا دعویٰ تو مرض کے معمولی ہونے کی دلیل ہے۔ مودودی صاحب بھی اسی مرض میں مبتلا تھے۔ ایسے مریض خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ قرآن و حدیث کو غلط قسم کی خانہ ساز لنگڑی لولی تاویلیں کر کے بدلنا چاہتے ہیں۔ اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے مسلمات کا انکار کرتے ہیں۔ ایسوں کا مقولہ ہے کہ :۔

بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

دوسرا طریقہ ان کا صلح کلّی رہتے کہ سب سے میل جول، ہر کسی کے پیچھے نمازیں پڑھنا اور سب کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ خدا و رسول اگر ناراض ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ؎ ہوئے کس درجہ یہ ملائے وطن بے توفیق

بخاری شریف، مسلم شریف، ابو داؤد شریف کی مذکورۃ الصدر احادیث ہوتے ہوئے جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں تہتر ۷۳ فرقہ ہونے کا اعلان فرمایا اور اہلسنّت و جماعت کو ناجی اور دیگر بہتر ۷۲ فرقوں کے ناری ہونے کی خبر دی اور اپنے اختیارات خصوصی کا اعلان فرماتے ہوئے مدینہ منوّرہ کو حرم قرار دیا پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ خداوند قدوس نے سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں دوسروں پر اپنی مرضی مسلّط کریں کس قدر دین سے بے خبری کا بیّن ثبوت ہے۔ نیز یہ کہنا کہ میں سب فرقوں اور فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ خود کو اسلامی فرقوں سے خارج کر کے اہلسنّت و جماعت کے فرقہ ناجیہ سے منحرف ہو کر مجسّم جیستان بن گئے ذرا پوچھو تو سہی کہ جب کسی فرقہ کے نہیں ہیں تو کیا بلا ہیں۔ اور نمائندگی امّتِ محمدیہ کس نے ان کو سونپی، سب فرقے تو لعنتی ٹھہرے بقول ان کے اور امت ان ہی فرقوں میں محدود و محصور بحکم حدیث تو پروفیسر صاحب کس کی نمائندگی فرما رہے ہیں۔

سمجھ دار لوگ اس قسم کی بے سروپا تحریرات و تقریرات کو ہذیان دماغی کہتے ہیں۔ یا پھر اگر با ہوش و حواس ایسا کہہ رہے ہیں اسلام کے باغی کہلائیں گے۔ حقیقت ثانیہ مبینہ مبرھنہ کا انکار ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے اختیار کو چیلنج کر رہے ہیں۔ بہر حال اگر یہ عبارات مذکورہ فی السوال موصوف نے بقائمی ہوش و حواس دیلا جبر و اکراہ تحریر کی ہیں تو اسلام سے باغی اور اگر بطور ھذیان ارتقام فرمائے ہیں تو کسی ڈاکٹر سے دماغی امراض کے ہاسپٹل میں جا کر

علاج کرائیں۔

صحابیہ مذکورہ کا واقعہ جس کو پروفیسر صاحب سلب اختیار نبی مختار کی دلیل بتا رہے ہیں درحقیقت ثبوت اختیار کی مثبت ہے۔ جب صحابیہ نے پوچھا کہ کیا یہ حضور کا حکم ہے۔ تو سرکار نے فرمایا کہ نہیں۔ گویا یہ اختیار دے دیا کہ چاہو اس پر عمل کرو چاہو نہ کرو تم کو اختیار ہے۔ حکم نہ دینا اختیار بتاتا ہے اور حکم دینا اختیار کو سلب کرتا ہے۔ حضور نے حکم نہ دے کر اختیار دیا یہ ثبوت اختیار کی دلیل ہے نہ کہ سلب اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے۔ دیوبندی اور رافضی فرقوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہنا کہ مسلمانوں کے مسالک و مکاتیبِ فکر میں اصولی و اعتقادی اختلاف نہیں ہے سراسر غلط بیانی اور حقیقت واقعیہ کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللّٰہ ورسولہٗ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے۔ اور ان کے دشمنوں اور بے ادبی کرنے والوں سے قطعاً لاتعلق ہو کر احکامات شرعیہ کو جو کتب فقہ واصول و عقائد میں مصرح و مشرح ہیں بلا خوف لومۃ لائم صاف صاف بیان کرنا چاہئے جو ایسا نہ کرے وہ کتمانِ حق کا مجرم ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ گستاخ جناب باری تعالیٰ وگستاخ بارگاہِ رسالت خارج از اسلام ہے کافی جواب نہیں ہے۔ یہ تو دیوبندی وہابی اور رافضی بھی کہتے ہیں مسلمہ اور مفتی بہ گستاخی کو گستاخی نہ ماننا اور ان کفریہ عبارات کے مصنفین کو نامزد کر کے حکم شرعی نہ بتانا اور ان کے معتقدین اور متوسلین کے پیچھے نمازیں

پڑھنا اور پسند کر کے پڑھنا ان کا ہم عقیدہ ہم خیال اور ہمنوا ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ایسا شخص جو ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا صرف پسند ہی نہ کرتا ہو بلکہ موقعہ ملنے پر پڑھتا بھی ہو وہ صحیح العقیدہ سنی حنفی قادری نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔

پروفیسر صاحب نے بھی یہی بات الفاظ گھما کر کہہ دی۔ اور صاف لکھ دیا کہ خالق کون و مکان نے سرور کائنات کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملات میں اپنی مرضی کسی پر مسلط کریں۔ یہ حقیقت ثابتہ بالحدیث و بالقرآن کا کھلم کھلا انکار ہے۔

بالجملہ حکم اخیر یہ کہ پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام وگناہ اور بعض بدعت وضلالت اور بعض کلمات کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور بحکم شرع فاسق وفاجر بدعتی خاسر مرتکب کبائر گمراہ غادر اس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین اس کے علاوہ اس پر حکم کفر وارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ سب کے کلمات بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر اس زمانہ تک کے افتاء وقضایات بالاتفاق یہی افاضہ کرتے ہیں۔

شفا شریف میں ہے کہ بعض الفاظ اگرچہ فی نفسہ کفر نہیں مگر بار بار بتکرار ان کا صدور اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے دل میں اسلام کی عظمت نہیں ہے اور اس وقت اس کے کفر میں ہرگز شک نہ ہوگا۔

بحر الرائق میں ہے اتی بالشہادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہٗ

مالم یرجع عما قال اذ لا یرتفع بھما کفرہ کذا فی البزازیہ وجامع الفصول۔ اور ضروری ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر ان کفریات و ضلالات کی اشاعت کی اسی طرح ان سے تبری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزھد میں اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃً فاحدث عندھا توبۃً السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجا لا پوشیدہ کی پوشیدہ اور آشکارا کی آشکارا۔ قائل کو چاہیئے کہ ان خرافات کی اشاعت سے آئندہ باز رہے۔ اور جس قدر نسخے اس کے باقی ہوں جلا دے۔ اور حتی الوسع اس کے اخماد فی النار اور اماتت اذکار میں سعی کرے کہ منکر باطل اسی کے قابل قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پروفیسر صاحب اگر یہ کہیں کہ اقوال مذکورہ فی السوال میں میری مراد مکاتیب و مسالک سے حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں اور رافضی سے تفضیلیہ اور دیوبندی سے دیوبند کے رہنے والے صحیح العقیدہ سنی حنفی یا ایسے دیوبندی جو علماء دیوبند کے کفریہ عقاید کے معتقد نہیں ہیں بلکہ ان کو برا سمجھتے ہیں مگر دیوبندی

مسلک کے مدرسوں میں پڑھنے والے اور ان مدرسوں سے فارغ التحصیل ہونے کی وجہ سے دیوبندی کہلاتے یا کہتے ہیں۔ مگر عقیدۃً دیوبندی نہیں ہیں بلکہ صحیح العقیدہ اہلسنت وجماعت ہیں اور میں نے گمراہ فرقوں پر لعنت بھیجی ہے اہلسنت پر نہیں۔ تو یہ باتیں ان کی دوسری عبارتوں سے ٹکرا کر غیر مؤثر ہو جاتی ہیں۔ اور کرنید و انکار کا راستہ مسدود ہے۔ ایک ہی راہ ہے جس کو اختیار کر کے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں کہ صدق دل سے توبہ کریں اور باعلان توبہ کریں اور اس کو شائع کریں۔ اور آئندہ صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں۔

وما علی الا البلاغ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ

فقیر محبوب رضا غفرلہ قادری رضوی
مصطفوی بریلوی
سابق مفتی دار العلوم امجدیہ۔ کراچی پاکستان

المرقوم
۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
مطابق
۸ مارچ ۱۹۸۸ء

صلوٰۃ وسلام

عندلیب باغ طیبہ حضرت سید محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ

اخترِ برجِ رفعت پہ لاکھوں سلام — آفتابِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام — مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ضوفشاں رُخ کی طلعت پہ روشن درود — مشعلِ بزمِ وحدت پہ روشن درود
ماہتابِ حقیقت پہ روشن درود — مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پہ صدقے وقارِ حرم — جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم
نوشۂ بزم پروردگارِ حرم — شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

رُوحِ والشمس وطٰہٰ پہ دائم درود — حسنِ روئے مجلّیٰ پہ دائم درود
تاجدارِ تدلّیٰ پہ دائم درود — شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور — منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوب رب مالکِ بحر و بر — صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

لامکاں کی جبیں بہرِ سجدہ جھکی — رفعتِ منزلِ عرشِ اعلیٰ جھکی
عظمتِ قبلۂ دین و دنیا جھکی — جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں — دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں — وہ زباں جب کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں — رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں — جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا دیئے مال اور زر دیا — حور و غلماں دیئے خلد و کوثر دیا
دامنِ مقصدِ زندگی بھر دیا — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں — کوئی مثلِ یداللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں — جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

آسمان مِلک اور جَو کی روٹی غذا — لامکاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
کُن فکاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا — کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا ضوفگن دین و دنیا کا چاند — آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند — جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

دلکش و دلربا پیاری پیاری پھبن — خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن
جس پہ قرباں اچھی سے اچھی پھبن — اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

فرقِ مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی　　قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش، جلووں میں گم ہے کوئی　　کس کو دیکھا؟ یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حق کے محرم امام التقیٰ وا لنقےٰ　　ذات اکرم امام التقیٰ وا لنقےٰ
قطب عالم امام التقیٰ وا لنقاٰ　　غوث اعظم امام التقیٰ وا لنقاٰ

جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ایسی برتر ہوئی گردن اولیاء　　اوج مہ پر ہوئی گردنِ اولیاء
عرش پر سر ہوئی گردن اولیاء　　جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ہے خدایا کرم بار تیری جناب　　از طفیلِ جنابِ رسالت مآب
وہ کہ جن کا ہے یٰسین و طٰہٰ خطاب　　بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب.

تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

ابرِ جود و عطا کس پہ؟ برسا نہیں　　تیرا لطف و کرم کس نے دیکھا نہیں
کس جگہ اور کہاں؟ تیرا قبضہ نہیں　　ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

آفتابِ قیامت کے بدلے ہوں طور　　جبکہ ہو ہر طرف "نفسی نفسی" کا دور
جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور　　کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مُرشدی شاہ احمد رضا خاں رضا　　فیضیاب کمالات حسان رضا
ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضا　　جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تمام سُنّی مدارس اور سُنّی تنظیموں کے عہدیداران متوجہ ہوں

جہاں آپ اپنے تنظیمی مقاصد کے حصول کے لیئے کوشاں ہیں وہاں اپنے مدرسے اور تنظیم سے منسلک افراد و طلباء کی تربیت کے لیئے مندرجہ ذیل اقدامات بھی کیجئے۔

● قرآنِ مجید کو صحیح اور تجوید کے مطابق پڑھانے کا اہتمام کیجئے اور رِوائتی اور غلط انداز پر جس طرح آجکل قرآن پڑھنا اور پڑھانا رائج ہو رہا ہے اس سے بچائیے۔

● اپنے متعلقین کی صحیح اسلامی اور سُنّی ذہنیت بنانے کے لیئے "تربیتی نشست برائے اصلاح عقائد" کا اہتمام ضرور کیجئے۔ اور انہیں صلح کلیت سے بچا کر صحیح عقائد اہلسنت کی تعلیم دیجئے۔ ● نماز، روزہ، زکوٰۃ نیز دیگر روزمرہ معمولات تجارت، شادی بیاہ ختنہ و عقیقہ وغیرہ جیسے موضوعات پر معلومات فراہم کیجئے اور اس مقصد کے لیئے بہارِ شریعت کے ہفتہ واری درس کا سلسلہ جاری کیجئے ● عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار کرنے اور نعت خوانی کا ذوق بڑھانے کے لیئے اپنے متعلقین کو صحیح اور مستند نعتیں بہترین انداز پر پڑھنا سکھانے کے لیئے کسی نعت خواں کی مدد سے نعت فارم کا انعقاد کیجئے۔ ● اپنے متعلقین کو وقتاً فوقتاً علمائے اہلسنت و جماعت سے بھی ملاقات اور دینی گفتگو کا شرف حاصل کرنے کا اہتمام کیجئے۔

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی رشتہ جوڑنے اور بزرگوں کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے لیئے انہیں کسی صحیح راسخ العقیدہ سُنّی باعمل اور پابند شریعت بزرگ سے بیعت بھی کروائیے آپ سے منسلک افراد کو فرائض و واجبات پر استقامت کا سبق دیجئے نیز بھرپور کوشش کیجئے کہ جن کے ذمہ قضائے عمری باقی ہو وہ جلد از جلد اس فرض سے فارغ ہو جائیں۔ ● طلباء اور کارکنانِ تنظیم کو تقریر سکھانے کے لیئے ایوانِ مقرر کا اہتمام بھی کیجئے اور انھیں باقاعدہ مرحلہ وار تقریر کرنا سکھائیے اس مقصد کے لیئے کسی مقرر سے مدد لیجئے۔